یہ موٹر لاری ہے، یہ کنواں ہے، الغرض نفع اور نقصان پہنچانے والی تمام اشیاء کی تمیز کراتا ہے، کانوں کا کام سننا، ناک کا کام سونگھنا اور زبان کا کام بولنا اور چکھنا ہے، ہاتھ کا کام پکڑنا اور اٹھانا ہے مختلف جوارح اور اعضاء ہیں، مگر انسانی زندگی ہر ایک کی محتاج ہے اور ایک ہی طرح کی حاجت تمام اعضاء سے نہیں پوری کی جاسکتی، پاؤں نہ ہوں تو لنگڑا ہے، کان نہ ہوں تو بہرا ہے، آنکھ نہ ہو تو اندھا ہوگا، مجموعۂ اعضاء کے ملنے سے ایک قالب بن گیا، اور ہر ایک کا اپنا اپنا کام ہے، اسی طرح یہ تمام نوع انسانی بھی ایک بدن ہے کسی کا کام زمینداری اور کاشتکاری، کسی کا تجارت، کسی کا صنعتکاری، کسی کا دفتری ملازمت کسی کا فوجی خدمت، الغرض نوع انسانی کی بقاء کے لئے سب انسان مختلف المقاصد ہوں گے، مگر ایک دوسرے سے مربوط اور پیوست ہوں گے، اگر ایک شعبہ میں بھی کمی یا خرابی آگئی تو "جسد قومی و ملّی" کیلئے نقصان ہوگا، تو حضورؐ کے ارشاد کی روشنی میں دنیا کے ستر کروڑ مسلمان ایک ہی جسد ہیں۔ ان اشتکی عینہٗ اشتکی کلّہٗ وان اشتکی رجلہٗ اشتکی کلّہٗ۔ اگر ایک آنکھ یا ایک پاؤں میں بھی تکلیف آجائے تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔

پاؤں میں کانٹا چبھ جائے تو آنکھ سوتی نہیں آنسو بہاتی ہے، زبان یا اللہ یا اللہ اور فریاد کے کلمات ادا کرتی ہے، زخمی تو ہوگیا پاؤں مگر بے آرام آنکھیں ہیں، نیند حرام ہوگئی ہے۔ پس ہمارے بدن کا یہ جو کارخانہ ہے اس کا ہر پرزہ الگ الگ کام پر مقرر ہے مگر آپس میں روح کی وجہ سے مربوط اور پیوست ہے تو سب کے سب اعضاء ایک دوسرے کی ہمدردی میں شریک ہوتے ہیں، آنکھ میں تکلیف ہو تو پاؤں ڈاکٹر کی طرف چلنے لگتے ہیں۔ دل و دماغ ازالہ کی تدبیریں کرنے لگتا ہے، غرض تمام اعضاء اس کے ازالہ میں مشغول ہوجاتے ہیں، مگر یہ سب کچھ تب ہوتا ہے کہ سارے اعضاء کا روح اور زندگی کی وجہ سے باہمی ربط قائم رہے، مگر جب آدمی مرجاتا ہے تو ہاتھ پاؤں سر پیٹ سب اعضاء الگ الگ اور منتشر ہوجاتے ہیں، کوئی تعلق اور ربط غم درد کا باقی نہیں رہتا۔ وہی آدمی جب زندہ تھا تو سارا بدن ایک ایک عضو کا خادم تھا، مرگیا تو جو عضو بھی کاٹیں دیگر اعضاء کو تکلیف اور ذراسی پرواہ بھی نہ ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ سارے جسم کو ملانے والی چیز جو روح ہے، نہ رہی تو سارا نظام درہم برہم ہوگیا۔ جب تک ملانے والی اور مضبوط کرنے والی چیز روح موجود تھی تو پورا قالب ایک دوسرے سے مرتبط رہا —— یہی حال تمام عالم کے مسلمانوں کے جسد واحد اور جسم واحد کا ہے، وہ چین کا ہو یا امریکہ کا پاکستان کا ہو یا مشرق وسطٰی کا وہ سب کے غم درد میں شریک ہوگا، کسی کی تکلیف برداشت نہیں کرسکتا، قومیت، عصبیت، ملک و وطن اور کسی قسم کے علاقائی اور طبقاتی تقسیم کا روادار نہ ہوگا، بلکہ سچے بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کا

غمگسار رہے گا، مگر یہ تب ہوگا کہ اس میں زندگی ہو اور روح ہو اور وہ روح صرف اور صرف اسلام اور ایمان ہے، ان کی تعداد جتنی بھی ہو ایک جسم اور ایک جان ہوں گے اور خداوند تعالیٰ وہ زمانہ جلد لائے کہ حضور اقدسؐ کے ارشاد کے بموجب دنیا کے ہر گوشہ اور ہر گھر میں خواہ وہ گارے مٹی کا ہو یا بالوں اور اون کا خیمہ ہو، اللہ کے نام سے خالی نہ رہے، اور پوری دنیا ایک گھرانہ اور ایک جسم بن جائے اگر ہمارے اندر ایمان کا رشتہ قائم رہا مضبوط رہا تو چینی، جاپانی، برطانوی اور پاکستانی سب مسلمان ایک ہوں گے، ایک کی راحت سب کی راحت، ایک کی تکلیف سب کی تکلیف، ایک کا فقر سب کا فقر ایک کی غنیٰ سب کی غنیٰ ہوگی اور اگر یہ چیز نہ ہو اور ہم اربوں کھربوں ہو جائیں مگر اس وقت حقیقت میں ہم مردہ ہوں گے، صحابہ کرامؓ کی زندگی اسلام کی وجہ سے پاک صاف تھی، اور حالت یہ تھی کہ جنگ یرموک کے موقعہ پر نالبا ابو حذیفہ کہتے ہیں کہ میرا بھائی زخمی ہوا، تڑپ رہا تھا، نزع کی حالت طاری تھی جس میں شدت کی پیاس اور تکلیف ہوتی ہے۔ اس نے اشارہ کرکے پانی مانگا، میں دوڑتے دوڑتے پہنچا تو پاس ہی دوسرا مسلمان زخمی پڑا تھا، اس نے کہا: العطش العطش مجھے پیاس ہے میں نے جب بھائی کے منہ میں پانی ڈالنا چاہا تو اس نے دوسرے ساتھی کیطرف اشارہ کیا کہ پہلے اُسے دیدو، اس کے پاس پہنچا تو تیسرے زخمی نے پانی کے لئے پکارا، اس نے کہا کہ پہلے اُسے دیدو اسی طرح آخری مسلمان تک جب پہنچا تو اس کی روح پرواز کر گئی تھی، واپس آیا تو سب کے سب وفات پا چکے تھے۔ یہ تھا انّما المومنون اخوۃ کا نمونہ کہ نزع کی حالت طاری ہے مگر پھر بھی ایک دوسرے کی تکلیف گوارا نہیں کر سکتے اور یہ ان عربوں کی حالت تھی جن کا سارا مشغلہ اسلام سے قبل ایک دوسرے کی قتل و غارتگری تھا ـــــ

آج ہم میں وہ جذبہ نہیں اس لئے مسلمان مسلمان کو دھوکہ دیتا ہے، ہر طرح تکلیف اور نقصان پہنچاتا ہے ـــــ مگر یاد رکھئے کہ جب تک روح کسی کام میں ہو تو وہ کامیاب ہوگا۔ اگر ایک شخص دین کا کام بھی نام و نمود کیلئے کرے تو وہ دین کا کام نہیں۔ لیکن اگر دنیا کا کام بھی دین کے فائدے کے لئے کرے اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے ہو تو وہ کام دین کا بن جائے گا۔

صنعت و تجارت کی اہمیت | اسلام زراعت، صنعت و حرفت، تجارت، کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے، حضرت داؤد اولوالعزم پیغمبر تھے، بادشاہ تھے۔ مگر لوہار کا کام کرتے تھے، اللہ نے ان کے ہاتھ میں لوہے کو موم کی طرح نرم کر دیا تھا۔ والنّا لہ الحدید۔ زرہیں بناتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خدا نے تمام روئے زمین کی بادشاہت دی، ہوا، جن سب ان کو مسخر کر دئے، ایک دفعہ

اپنے قدرتی ہوائی جہاز تخت پر اڑتے جارہے تھے، اور تخت بھی ایسا کہ ساٹھ ستر ہزار فوج کو معہ سامانِ راحت اٹھا سکے، تھوڑی دیر میں مہینہ کی مسافت طے ہو جاتی، ایک بوڑھا شخص کھیت میں کام کر رہا تھا، اوپر سر اٹھا کر جو دیکھا تو تعجب سے کہا سبحان اللہ، اللہ نے کیا عجیب حکومت ان کو دی ہے۔ ہوا نے اس کی آواز سلیمان علیہ السلام تک پہنچائی، تو آپ نے تخت اتارا اور اس بوڑھے سے جو ہل چلا رہا تھا پوچھا کہ تو نے کس چیز کی تمنا کی کہا کچھ بھی نہیں، کہا نہیں ضرور بتانا ہوگا۔ کہا میں نے کہا تھا کہ سبحان اللہ اللہ نے کتنی بڑی حکومت آپ کو دی ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا ایک دفعہ یہ سبحان اللہ کہنا میری تمام حکومت سے ہزار گنا بہتر ہے، اسکی جو فضیلت ہے یہ ساری سلطنت اسکی گرد تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔ دنیا کیا ہے، اسکی تنامت کرو، اور خود سلیمان علیہ السلام کا طریقہ یہ تھا کہ اپنے ہاتھوں سے ٹوکریاں بنتے تھے اور اسکی کمائی کھاتے، باقی سب کچھ تمام ملک کے لیئے تھا، اور آپ تو پیغمبر تھے۔ ہمارے ہندوستان کے عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ جن کی سلطنت آسام سے ہرات تک پھیلی ہوئی تھی اور ہندوستان اس وقت سونے کی چڑیا تھی، مگر عالمگیر کی حالت یہ تھی کہ قرآن مجید اپنے ہاتھ سے لکھا کرتے اور اس کے ہدیہ سے اپنے اخراجات پورے فرماتے، یہ کتابت یہ ٹوکریاں اور زرہیں بنانا بھی ایک صنعت ہے اور انبیاء کی سنّت ہے، یہی حال تجارت کا ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے قبل تجارت فرماتے تھے، سیدنا ابوبکر صدیقؓ کپڑے کی، سیدنا عباسؓ عطر کی سیدنا عثمانؓ خشک کھجوروں کی تجارت کیا کرتے، تو اللہ نے جس طبقہ کو تجارت یا صنعتکاری کا موقع دیا، اور اس سے ان کا مقصد قوم و ملک کی بہبود اور اللہ کو خوش کرنا اور مخلوق کی اعانت اور بھلائی کرنا ہو تو حضور علیہ السلام نے ایسے لوگوں کے حق میں بڑی بشارتیں دی ہیں۔ فرمایا:

التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین

جو تاجر کہ سچا اور امانتدار ہو اسے انبیاء صدیقین شہداء اور نیک لوگوں کی معیت نصیب ہوگی

کامیابی کا راز حضورؐ نے تجارت میں کامیابی کا گر بھی بتلا دیا کہ یہ گر دو ہیں۔ ۱۔ صداقت (سچائی) اور امانت، کہ بیچتے وقت عیب کو بتلا دے، سچ بولے، بددیانتی نہ کرے، قول اور عہد کا پاس رکھے تو کامیاب ہے، حضورِ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام تجارت کے دوران ایفاء عہد کی خاطر تین دن تک ایک شخص کا انتظار کرتے رہے۔ تو ایسے تاجر کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بڑی نعمتوں سے نوازیں گے پس جو شخص بھی نیت کی تصحیح کرکے مسلمان قوم، ملک و وطن کی خیرخواہی اور بھلائی کی غرض سے اور اللہ اور اسکی مخلوق کے حقوق کی پوری ادائیگی کو ملحوظ رکھ کر تجارت کرے تو اللہ کی مدد بھی ضرور اس کے ساتھ

ہوتی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا :

اللّٰہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیہ ۔	اللہ اپنے بندہ کی امداد کرتا ہے جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کی بہبود میں لگا رہے۔

معاشی فتنوں کا علاج | آج ہمارے ملک میں ایک فتنہ اور شورش برپا ہے جو آپ کے سامنے ہے ہر طبقہ پریشان اور ایک دوسرے کا دشمن بن گیا ہے۔ تو یہ سارے فتنے اسی وجہ سے اٹھ رہے ہیں کہ اسلامی اسپرٹ اور روح قوم میں نہیں رہا، اللہ نے کسی کو غنی بنایا کسی کو فقیر، یہ دونوں چیزیں من اللہ ہیں پھر معاش کے راستے سب پر کھول دئے، اسباب کے درجہ میں سب کو برابر رکھا کہ جو بھی جدوجہد کرے کر سکتا ہے مگر جیسا کہ انسانی جسم کے لئے مختلف چیزوں کی ضرورت ہے تو قوم میں بھی مختلف درجات کے لوگ ہوں گے، اگر قوم میں اسلام کی روح آجائے تو مغموم و محروم کوئی بھی نہیں رہے گا۔ اسلام نے مالدار کو حکم دیا کہ وہ سونے چاندی اور نقد روپیہ پر سال کے بعد ڈھائی فیصد زکوٰۃ دے گا۔ تجارت اور صنعت کے تمام منافع پر زکوٰۃ دے گا۔ زمین کی پیداوار میں عشر دے گا۔ اور اس کے ساتھ فقیر کو یہ حکم دیا کہ فقر کی وجہ سے کسی کے مال کو جبراً غضب کرنا، چھین لینا ناجائز، چوری، ڈکیتی حرام ہے۔ یہاں تک کہ تجھے غنی اور مالدار کے دروازہ پر سوال کرنا بھی جائز نہیں۔ لا یسئلون الناس الحافا ـــــ مسلمان فقیر فقیر ہے، مگر سوال کیلئے گلی گلی اور گھر گھر نہیں پھرے گا۔ ادھر غنی کو کہا کہ جا کر خود فقراء کو تلاش کرتا پھرے اور انکی حاجت روائی کرے، اغنیاء سے کہا کہ فقیروں کے در پر جاؤ اور ان کی حاجات پوری کرو۔ تو اگر ایسا معاشرہ پیدا ہو جائے کہ ہر مالدار دولت کو خدا کا امتحان اور آزمائش سمجھے اور ہر وقت اللہ کی راہ میں سب کچھ قربان کرنے کو اپنے آپ کو آمادہ پائے تو ایسی دولت کو خیر اور نعم المال الصالح کہا گیا ہے۔ اگر امراء کو حصولِ دولت میں جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی تمیز ہو جائے اور فقراء حلال ذریعہ سے اپنی ضروریات پورا کرنے کی سعی کریں تو نہ شر رہے گا نہ فساد ـــ آج ہم ستر کروڑ ہیں مگر صحیح معنوں میں دس ہزار بھی بمشکل مل سکیں گے، یہ اس لئے کہ ہم اسلامی نقطۂ نظر کو کسی کام میں ملحوظ نہیں رکھتے، ہماری تجارت صنعت اور ہمارا معاشرہ اور تمدن اسلامی طریقہ پر نہیں، اس لئے طبقاتی جنگ ظاہر ہو رہی ہے، اگر ہم اسلام کو اپنا لیں تو یہ سارے فتنے خود مٹ سکتے ہیں۔ اسلام ہی تو کہتا ہے کہ مزدور کو اس کی اُجرت اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔ اسلام ہی کہتا ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ نوکر اور مزدور کیساتھ اکٹھے کھاؤ پیو، وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، وہی پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ پس اگر مسلمانوں کا صرف قالب ہو اور روح اسلام نہ ہو تو یہ قوم متعفن لاش ہوگی۔ اور اگر روح ہو تو سارا جسم کام کرے گا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ ■■

نقل کفر کفر نباشد

جناب ابوالخیر اسدی۔ ملتان

کمیونزم

ایک مذہب
جس کی بنیاد مذہب دشمنی پر ہے

کمیونزم کی بنیادی اینٹ کمیونزم کسی ہنگامی تحریک کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ایک باضابطہ آئیڈیالوجی ہے۔ اس کے ماننے والے اس فکر تجدد کے تحت اپنا ایک مخصوص تصور حیات رکھتے ہیں جسکی بنیادی شرط خدا کے وجود کا مکمل انکار ہے۔ اور مذہب جو تعمیر انسانیت کے لئے ایک سرمدی اور فطری آئین ہے۔ اس کے ساتھ دشمنی اور اس کے حقائق کے ساتھ نفرت اور بیزاری کمیونزم کے خمیر میں شامل ہے

یہاں کسی تبصرے کے بغیر اُن کے اپنے جرائد و رسائل سے چند مسموم عبارتیں لکھی جاتی ہیں تاکہ ہمارے وہ فرزندان توحید جو ایک دھوکہ کی وجہ سے ان کے فکری حصن میں محبوس ہو چکے ہیں انہیں ان کے مذموم عزائم کا پتہ چل سکے۔

چمن کے رنگ و بو نے اسقدر دھوکہ دیا تجھ کو — کہ تو نے شوق گل بوسی میں کانٹوں پر زباں رکھ دی

اسٹالین کی بیٹی سوتیلانہ کا کمیونزم سے انحراف اسٹالین کی بیٹی سوتیلانہ نے نیویارک پہنچنے پر اس نے جو تحریری بیان پریس کو دیا اس میں اس نے کہا ہے کہ بچپن میں جو مجھے تعلیم دی گئی تھی میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد اس سے انحراف کر لیا ہے۔ اور یہ انحراف میرا ذاتی ہے کسی تبلیغ کا نتیجہ نہیں ہے۔

سوتیلانہ نے اپنے بیان میں یہ بھی کہا ہے کہ مجھے بچپن سے کمیونزم کی تعلیم دی گئی ہے اور موجودہ نسل کی طرح میں نے بھی کمیونزم پر یقین کیا، لیکن عمر کے ساتھ ساتھ میری فکر میں بھی تبدیلی شروع ہو گئی، ابھی چند سال ہوئے کہ ہمارے ملک میں بحث و مباحثہ کا دور شروع ہوا ہم نظریات کے بارے میں دلائل دینے لگے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کچھ ہمیں سکھایا گیا ہم اس سے متزلزل ہو گئے، واقعہ یہ ہے کہ مذہب نے میری فکر میں زبردست انقلاب برپا کیا، جس خاندان میں میں پلی بڑھی ہوں وہاں خدا کا ذکر

مولانا شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز وائس چانسلر اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ

تلخیص و ترجمہ : مولانا شبیر علی شاہ مدرس دارالعلوم حقانیہ

چاند تک انسانی رسائی

کے خلاف

کوئی نقلی یا عقلی دلیل موجود نہیں

علامہ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز سعودی عرب کے مشہور عالم، اور مفتی ہیں۔ اس وقت سعودی حکومت کیطرف سے مدینہ منورہ کی عظیم مذہبی یونیورسٹی "جامعہ اسلامیہ" کے وائس چانسلر کے فرائض انجام دے رہے ہیں، اور مسجد نبوی کی مقدس فضا میں بخاری شریف کا درس اور روزانہ بیشمار علمی مسائل کا جواب اور مفتی کا کام بھی سرانجام دیتے ہیں "چاند تک انسانی رسائی" کے بارے میں جب ان سے متعدد فتوے طلب کئے گئے تو انہوں نے اس مسئلہ پر قرآن و حدیث کی روشنی میں ایک طویل جواب لکھا اور مجلہ "الحق" کو برائے اشاعت ارسال فرمایا۔ اصل مقالہ عربی میں ہے یہاں اس کا ملخص مفہوم پیش ہے۔ (ادارہ)

(التاریخ ۱۶ - ۸ - ۸۹)

"مکتوب"

المملکۃ العربیہ السعودیہ

الجامعہ الاسلامیہ بالمدینہ المنورۃ

من عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز الی حضرۃ الاخ المکرم رئیس تحریر مجلۃ (الحق) الشیخ عبدالحق حفظہ اللہ

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد ارفق لکم بھذا کلمۃ کتبناھا فیما یتعلق بالرحلۃ الی القمر ارجو التکرم بنشرھا فی مجلتکم تعمیما للفائدۃ واللہ یوفقکم۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز

نائب چانسلر الجامعہ الاسلامیہ

آج کل جبکہ بعض خلاباز چاند کی سطح تک پہنچنے کا دعوی کرتے ہیں اور دیگر ستاروں تک رسائی کی کوششیں جاری ہیں اس مسئلہ کے بارے میں بار بار پوچھ گچھ کے بعد مناسب سمجھا کہ اس موضوع پر ایک ایسا مقالہ لکھوں جو انشاءاللہ مشعل راہ اور جادۂ حق کا مینار ثابت ہو، تمہید کے طور صرف اتنا عرض کردینا مناسب ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو کسی نادیدہ و نادانستہ حقیقت پر